مولانا عبدالستار حماد قسط نمبر ۱۵

عصمتِ انبیاء علیہم السلام

تقریرِ ثانی:

تقریرِ اول تو بلحاظ قانون فطرت کے تھی - اب ہم اس مسئلہ کے فوائد پر بحث کرتے ہیں -

سب سے بڑا فائدہ اس مسئلہ کا کثرتِ بنی آدم ہے - اس مسئلہ کے ضروری اور اہم ہونے میں کس کو کلام ہے؟ تمام یورپ اور ایشیا ر وغیرہ ممالک بھی اس کو اہم سمجھتے ہیں اور اس کے مختلف ذرائع نکالے جاتے ہیں مگر کیا مجال کہ کوئی اسلام کے بتائے ہوئے ذریعہ کا مقابلہ کر سکے -

اسلام نے تعدد ازدواج کی اجازت دی ہے جس کی بنا پر یہ مسئلہ بآسانی حل ہو جاتا ہے - حمل کے بعد بچہ کی ولادت تک کا وقفہ مسئلہ کثرتِ اولاد کے لحاظ سے سخت ضرر رساں ہے - بعد جننے کے کچھ مدت تو عورت میں خواہ مخواہ علاوہ ضعف کے طبعی کراہت بوجہ غلاظت آلودہ ہونے کے رہتی ہے - نیز اس وقت میں جماع کرنے سے دودھ میں گرمی پیدا ہو کر بچہ کو ضرر ہوتا ہے - یہی وجہ ہے کہ ایک حدیث میں دودھ کی حالت میں جماع کرنے پر کسی قدر ناراضگی بھی آئی ہے گو حرام نہیں فرمایا - اور اگر اس وقت (شیرخواری) میں حمل ثانی بھی ہو جائے تو اور مصیبت - کیونکہ حمل کے ہوتے ہی دودھ بگڑ جاتا ہے - ایسے وقت کا دودھ بچے کے حق میں ہر طرح مضر ہے - اور دودھ کی مدت ڈیڑھ دو برس سے تو کیا ہی کم ہو گی، پس نو مہینے حمل کے ملا کر پونے تین سال یا کم از کم سوا دو برس کا جماع اس مسئلہ کے لحاظ سے بالکل بے فائدہ ہے (انتہی ملخصاً تفسیر ثنائی تحت آیت " فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلاث وربٰع ") اس کے بعد اس مسئلے کے متعلق مزید گفتگو کی ضرورت نہیں رہتی -

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے اکثر نکاح جنسی داعیہ کے زیر اثر نہیں بلکہ ان کی نوعیت سیاسی ہے جو اپنی خاص تحریک دعوت کے پیشِ نظر اور ملک و ملت کی فلاح و بہبود کی خاطر عمل میں آئے۔ اب ہم ان چند نکاحوں پر سرسری نظر ڈالتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان انکحہ میں کیا کیا مصالح نہاں تھے۔ جناب نعیم صدیقی "حضور کے متعدد نکاح چند خاص ضرورتوں پر مبنی تھے یہ ہیں" کے عنوان کے تحت رقمطراز ہیں نیز یاد رہے کہ "کشفِ غطار" کے عنوان کے تحت "مقدس رسول" (مع زیادہ) کے حوالجات ہوں گے۔

"قبائلی نظام کا خاصہ ہے کہ دائرۂ عصبیت بڑا محدود ہوتا ہے اور اس کی سرحدات بڑی مضبوط رکھی جاتی ہیں۔ قبائلی اپنے اور پرائے میں پورے تعصب کے ساتھ فرق کرتا ہے۔ اندریں حالات بکھرے ہوئے بے شمار قبائل کو جوڑنے کیلئے جہاں انسانیت گیر نظریہ کی ضرورت تھی وہاں قائد کی ایسی شخصیت بھی مطلوب تھی جو سب کیلئے نہیں تو بیشتر اہم قبائل کیلئے اپنائیت رکھتی ہو۔ عرب میں عملاً اصلاح و تعمیر کا کوئی کام کرنا کسی ایسے شخص کے لئے تو سرے سے ممکن ہی نہ تھا جس کا اپنا کوئی قبیلہ نہ ہو، بلکہ معزز قبیلہ نہ ہو۔ لیکن کام کو کامیابی سے تکمیل تک لیجانے کیلئے بین القبائلی روابط کی ضرورت تھی۔ یہ سیاسی ضرورت بعض ازدواجی علائق کے لئے داعی بنی۔

مثلاً ام المومنین حضرت جویریہؓ کے معاملہ کو لیجیے۔ یہ بنو مصطلق کے قبیلہ کی خاتون ہیں۔ پورا قبیلہ نہایت طاقتور تھا اور ڈاکہ زنی اور لوٹ مار میں مصروف۔ خود جویریہؓ کا والد نامی رہزن تھا۔ اسلامی حکومت سے اس قبیلہ نے شروع ہی سے سخت عداوت اختیار کی۔ یہ نظم کو قبول کرنے پر تیار تھے نہ معاہدانہ روابط کیلئے آمادہ بلکہ مخالفت کے ہر محاذ پر موجود۔ آخر اس قبیلہ کو فوجی طاقت سے دبایا گیا۔ حضرت جویریہؓ قیدیوں میں آئیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کا نکاح ہوا تو جماعت کے لوگوں نے پورے قبیلہ کے قیدیوں کو رہا کر دیا کہ یہ لوگ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سسرالی رشتہ دار بن گئے ہیں اور اب ہم انکو قید میں نہیں رکھ سکتے۔ اس نکاح کی برکت دیکھیے کہ پورا قبیلہ رہزنی چھوڑ کر امن پسند اور مطیع نظام بن گیا۔ اب مدینہ کی حکومت کا قائد ان کا اپنا عزیز تھا۔"

اعتراض:

"بنی مصطلق کی مہم میں دیگر مال اسباب کے ساتھ جویرہ نامی ایک بیوہ عورت آئی۔ اس کی قیمت اس کے فاتحوں نے زیادہ لگائی اور وہ محمد (صلعم) کے پاس فریادی گئی۔ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اسکی قیمت گھٹانے کی بجائے وہ پہلی قیمت خود ادا کر دی اور اسے اپنی زوجیت میں قبول فرمایا۔" (رنگیلا رسول ص ۳۲ بحوالہ مقدس رسولؐ)

کشف غطاء :

اُس واقعہ کی اصلیت بھی مہاشہ نے مخفی رکھی یا اسے خود خبر نہیں۔ اصل یہ ہے کہ آجکل کے جتنے مہاشے مصنف اسلام کے برخلاف لکھتے ہیں، ان کا مبلغ علم پنڈت لیکھرام اور عیسائی پادریوں کی تصنیفات تواریخ محمدی، تکذیب براہین احمدیہ وغیرہ ہیں اس لئے یہ بیچارے خود بھی گمراہ ہوئے اور اپنی قوم کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ ضلوا و اضلو کثیرا !

اگر اس واقعہ کی تفصیل کا انکو علم ہوتا، ساتھ اس کے انصاف بھی ہوتا تو حضور علیہ السلام کی غریب پروری کی داد دیتے۔ سنیئے، اصل قصہ نو یوں ہے کہ بنو مصطلق کی لڑائی میں جویریہؓ قید ہو کر ثابت بن قیس کے حصے میں آئیں۔ انہوں نے ان کی کتابت کی۔ کتابت کی رقم ادا کرنے میں امداد مانگنے کو آپؐ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں۔ چونکہ آپ فریق مخالف کے سپہ سالار کی بیٹی تھیں۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کتابت میں مدد دینے سے بھی اچھی بات تم کو بتاؤں؛ انہوں نے عرض کیا، کیا بات ہے؛ ارشاد فرمایا "میں تجھ سے نکاح کرلوں" انہوں نے بڑی خوشی سے ہاں کرلی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب ان سے نکاح کیا تو مسلمان فوج میں یہ خبر بجلی کی طرح پھیل گئی۔ فوج نے کہا، ہیں؛ بنی مصطلق سے حضور صلعم نے سسرالی رشتہ قائم کرلیا، تو ہم انکے قیدیوں کو لونڈی غلام بنا کر رکھیں! چنانچہ اس نکاح نبوی کا اثر جو ہوا وہ مؤرخ ابوالفداء کے لفظوں میں درج ہے :

"فاداها عنها رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وتزوجها فقال الناس اصهار رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فاعتق بتزوجه ایاها مائة اهل بیت من بنی المصطلق فکانت عظیمة البرکة علیٰ قومها" (ابوالفداء ص۱۳۷، ج ۱، ابن خلدون ص۲۳ ج ۱ ابن اثیر ص۹۱، ۹۲)

یعنی "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جویریہؓ کی طرف سے رقم کتابت ادا کردی اور ان سے نکاح کرلیا۔ صحابہؓ نے کہا، اب تو یہ لوگ حضور صلعم کے سسرالی بن گئے۔ پس آپؐ کے اس نکاح کرنے سے بنی مصطلق کے ایک سو گھرانے جو مسلمانوں کے غلام بن گئے تھے، آزاد ہوگئے اس طرح حضرت جویریہؓ اپنی قوم کے حق میں بڑی برکت والی ثابت ہوئیں"

ناظرین، کیا یہ قصہ حضور صلعم کی کمال مہربانی کا ثبوت نہیں ہے؛ سعدی مرحوم نے سچ کہا تھا ؎

گل است سعدی در چشم دشمناں خار است ! (مقدس رسول ص۳۸)